



سوال

(694) ہاروت وماروت کون تھے؟ فرشتے تھے یا آدمی؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہاروت وماروت کون تھے؟ فرشتے تھے یا آدمی؟ اگر فرشتے تھے تو اس کی دلیل دیں، اگر آدمی تھے تو اس کی بھی دلیل دیں اور ان کو سزا کیوں دی گئی اگر آدمی تھے تو ان کو دنیا میں سزا کیوں دی گئی؟

ابن جریر کے حوالہ سے تفسیر ابن کثیر میں جو روایت آئی ہے کہ دومۃ الجندل کی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور بائبل میں دو لٹکے ہوئے لوہے میں جکڑے ہوئے شخصوں کا ذکر کیا۔ یہ روایت ما اُنزل علی الملکین ببابل ہاروت وماروت آیت کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اس روایت کی اسناد کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔ (کلاس اول، دارالعلوم محمدیہ، شیخوپورہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ النخیر نے مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام و دعویٰ اس طرح نقل فرمایا: ((و ادعی ان ہاروت وماروت لکان انزلہما اللہ الی الارض)) اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ ہاروت وماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ نے زمین کی طرف اُنار ہے۔ [پھر ان کے اس کلام و دعویٰ پر ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا: ((وهذا الذی سلکہ غریب جدا، وأغرب منه قول من زعم أن ہاروت وماروت قبیلان من الجن کما زعم ابن حزم)) "یہ قول زیادہ غریب ہے اور اس سے بھی زیادہ غریب یہ قول ہے کہ ہاروت وماروت جنوں کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ابن حزم نے خیال کیا ہے۔" تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہاروت وماروت کے فرشتے ہونے اور ان کے جن ہونے کی بڑے لطیف انداز میں تردید فرما دی۔

اور اس سلسلہ میں جو مرفوع روایت پیش کی جاتی ہے اس کو متعدد سندوں کے ساتھ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ((فہذا... یعنی حدیث سالم عن عبد اللہ بن عمر عن کعب الاحبار... أصح وأثبت الی عبد اللہ بن عمر من الاسنادین المتقدمین وسالم آثبت فی آبیہ من مولاہ نافع، فدار الحدیث ورجح الی نقل کعب الاحبار عن کتب بنی اسرائیل)) [پس یہ) سالم کی حدیث عبد اللہ بن عمر سے وہ کعب احبار سے) پہلی دو سندوں کے ساتھ عبد اللہ بن عمر سے زیادہ صحیح اور زیادہ ثابت ہے اور سالم بنسبت نافع کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت ہے یعنی کعب والی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح موقوف ہے۔ پس ممکن ہے کہ وہ اسرائیلی روایت ہو۔"

پھر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ہی اس بارے میں موقوف و مقطوع روایات نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ((و حاصلہما راجع فی تفصیلا الی انبار بنی اسرائیل اذ لیس فیما حدیث



مرفوع صحیح متصل الاسناد الی الصادق المصدوق المعصوم الذی لا ینطق عن الهوی ، وظاہر سیاق القرآن یحتمل القصة من غیر بسط ، ولا اطناب فیها ، فحن نؤمن بما ورد فی القرآن علی ما اراده اللہ تعالیٰ ، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)) [”اس کا زیادہ تر دارودار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ قرآن کریم میں اس قدر بسط و تفصیل ہے پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔“]

دومۃ الجندل کی ایک عورت والی روایت بھی مرفوع نہیں ، پھر اس میں وہ عورت مجہول ہے ۔ حافظ ابن کثیر نے بھی اس کو اثر غریب اور سیاق عجیب قرار دیا ہے ۔ اس لیے روایت ضعیفہ کو قرآن مجید کی تفسیر میں ذکر کرنا درست نہیں ۔ واللہ اعلم ۲۷ | ۱۲۲۱ھ

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 02 ص 698

محدث فتویٰ